تحقیق و تنقید

جناب غازی عزیر

آیت اللہ خمینی

اپنی تقریر و تحریر کے آئینے میں

قسط ۲

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق خمینی صاحب کے جو افکار ہیں، وہ بھی قابلِ ذکر ہیں۔ ذیل میں ان کی تحریر سے چند اقتباسات نقل کیے جا رہے ہیں:

"ایسے حاکم کو عامۃ الناس پر تدبیرِ مملکت اور تنفیذ احکام کے وہ تمام اختیارات حاصل ہوں گے جو رسول اللہ صلعم اور امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کو حاصل تھے، خصوصاً بوجہ اس فضیلت اور علوم رتبت[1] کے جو اول الذکر کو رسولِ خدا اور ثانی الذکر[2] کو امام ہونے کی حیثیت سے حاصل تھا۔"

(الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی ترجمہ مولانا محمد نصر اللہ خان صـ۱۱۷) — اور فرماتے ہیں کہ:

"اللہ نے رسول اللہ صلعم کو جملہ اہلِ ایمان کا ولی بنایا ہے۔ رسولِ خدا کی یہ ولایت آپ کے بعد آنے والے ہر شخص پر حاوی ہے۔"

---

[1] حضرت علیؓ کی فضیلت و علوم رتبت کے متعلق ایک شیعہ مفسر لکھتے ہیں:

"حضور علیہ السلام نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا، اے میرے رب! اپنے بندے علی کے صدقے گنہگاروں کو معاف کر دے۔"

مزید لکھا ہے کہ:

"نبیؐ کی پیدائش آسمان و زمین کے نور سے ہوئی لیکن علیؓ کی پیدائش عرش و کرسی کے نور سے ہوئی اور علیؓ عرش و کرسی سے اعلیٰ و افضل ہیں۔" (البرہان فی تفسیر القرآن ص ۲۶۶ جلد ۴ مطبوعہ ایران)

[2] حضرت علیؓ کی ولایت کے متعلق چند شیعہ تفاسیر کے اقتباسات پیشِ ہیں:

سورۂ نساء کی مشہور آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے مشرک کو نہ بخشنے اور شرک کے ماسوا گناہوں

آنحضورؐ کے بعد امام (حضرت علیؓ) علیہ السلام اہلِ ایمان کے ولی ہیں۔ دونوں کی ولایت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے شرعی احکام جملہ اہلِ ایمان پر نافذ ہیں۔ ولایۃ وقضاۃ کا تقرر بھی انہی کے ہاتھ میں ہے اور حالات کے تقاضے کے مطابق ان کی نگرانی اور معزولی بھی انہی کے دائرہ اختیار میں ہے۔"

(الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی ص۱۱۹)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کی بخشش اپنی مرضی پر چھوڑ دی ہے" کے متعلق ایک مفسّر لکھتے ہیں:

"اللہ اس کو نہیں بخشے گا جس نے حضرت علیؓ کی ولایت و امامت کا انکار کیا۔"

(تفسیر عیاشی ص۲۴۵ جلد ۱ مطبوعہ تہران)

اسی طرح سورۂ مائدہ کی آیت "بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ" کی تفسیر اس طرح بیان کی جاتی ہے:

"جس چیز کے پہنچانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا، وہ حضرت علیؓ کی خلافت و امامت ہے۔"

(تفسیر فرات بن ابراہیم ص۳۶ ومناقب شہر بن آشوب ص۱ ج ۳)

اسی طرح وقوعہ نقص پر یہ آیت بطورِ استشہاد پیش کی جاتی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا آمِنُوْا بِالنَّبِيِّ وَالْوَلِيِّ الَّذِيْنِ بَعَثْنَاهُمَا يَهْدِيَانِكُمْ إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ۔"

شیعہ حضرات اس کو "سورۂ ولایۃ"، یعنی حضرت علیؓ کی ولایت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں (ملاحظہ ہو فصل الخطاب از میرزا حسین ص۱۸۰ دبستانِ مذاہب از محسن فانی کاشمیری ص۲۷۲ و تاریخ المصاحف از نولدکن مستشرق ص۱۰۲ ج ۲)

اور "وَإِنَّ مِنْ شِيْعَتِهِ لَإِبْرَاهِيْمَ" کا معنی یہ بیان کیا جاتا ہے کہ:

"ابراہیمؑ علیؓ کے شیعوں میں سے ایک شیعہ تھے۔" (تفسیر البرھان ص۲۰ ج ۴)

ایک اور تفسیر میں حضرت موسیٰؑ کے متعلق لکھا ہے کہ:

"حضرت موسیٰؑ سے اللہ تعالیٰ نے جو کلام کیا، وہ ولایت علیؓ سے متعلق تھا۔" (تفسیر مرآۃ الانوار ص ۳۰۱)

مزید ارشاد ہوتا ہے:

"اور اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے رسولؐ کو حکم دیا تھا کہ وہ ان احکام و قوانین کو اس شخص تک پہنچا دے جو آپ کے بعد لوگوں میں آپ کا خلیفہ و نائب بنے۔ چنانچہ اسی حکم کی تعمیل میں آپ نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ خلافت حضرت علی علیہ السلام کو اس لیے سپرد نہیں کی گئی تھی کہ آپ رسول اللہ صلعم کے داماد تھے یا انہیں اس معاملے میں ایسا عمل دخل حاصل تھا یا آپ کی ایسی خدماتِ جلیلہ تھیں کہ جنہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بات صرف اتنی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔" (حوالہ ایضاً ص ۱۰۸، ۱۰۹)

اور:

"اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کے ذریعہ حضور علیہ السلام پر لازم کیا کہ وہ حضرت علیؓ کی خلافت کے تعین کا اعلان کریں۔" (ترجمۃ الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی ص ۲۴ مطبوعہ لاہور)

"یہ الگ بات ہے کہ حضرت علیؓ کچھ نہ کر سکے حتیٰ کہ کوفہ کے ظالم قاضی شریح کو بھی معزول نہ کر سکے۔" (ترجمۃ الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی ص ۱۱۹، مطبوعہ لاہور)

مزید ارشادات ملاحظہ فرمائیں:

"خود مذہب شیعہ کا آغاز صفر سے ہوا تھا۔ جب رسول اللہ صلعم نے خلافت کی بنیاد رکھی تو اسے محض ایک مذاق سمجھا گیا جبکہ آپ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور ان میں سے پہل کرنے والے کا انتخاب کیا۔ آپ نے پوچھا کہ اس کارِ رسالت میں میرا خلیفہ اور میرا وصی اور میرا وزیر کون ہو گا؟ اس کے جواب میں حضرت علی علیہ السلام کے سوا اور کوئی شخص آگے نہ بڑھا۔ حالانکہ اس وقت آپ کی عمر سن بلوغت کو نہ پہنچی تھی۔" (الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی ترجمہ مولانا محمد نصر اللہ خاں ص ۲۲۱)

خمینی صاحب اسی صفحہ پر مزید یوں فرماتے ہیں:

"حجۃ الوداع کے موقع پر غدیرِ خم میں آنحضورؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے بعد حاکم مقرر فرمایا، بس اس وقت سے امت میں اختلاف کا دروازہ کھل گیا ہے۔ اگر آنحضورؐ نے امیر المومنین کو محض مفتی و مفسر قرآن اور شارح احکام ہی مقرر کیا ہوتا تو کسی کو بھی اعتراض نہ تھا! لیکن اُن کے خلاف لڑائی لڑی گئی، ان کو قتل کیا گیا، محض اس لیے کہ وہ ملک و قوم پر شرعی حاکم مقرر ہوتے۔" (الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی مترجم مولانا محمد نصر اللہ خاں ص ۲۲۱)

آیت اللہ خمینی صاحب خود تقیہ کے قائل ہیں اور اپنے دوسرے ہم مذہب لوگوں کو بھی تقیہ پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

۱؎ "تقیہ" ایک ایسی اصطلاح ہے، جسے اہلِ تشیع کتمانِ حق کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کی مستند کتب میں مذکور ہے:

"ابو عبداللہ کا قول ہے کہ تقیہ میں نوے حصّہ دین ہے، جو بوقتِ ضرورت تقیہ نہ کرے اس کا دین نہیں اور تقیہ ہر شے میں ہے سوائے نبیذ (جَو کی شراب) اور موزوں پر مسح کے۔" (اصول کافی للکلینی جلد ۲)

اس قول کی تشریح و توضیح یوں بیان کی گئی ہے:

"نبیذ اور موزوں پر مسح کا استثنا اس لیے کیا ہے کہ مخالفین ان چیزوں پر مجبور نہیں کرتے۔ لہٰذا بلا تقیہ ان کو ترک کرے۔"

(کتاب الشافی ترجمہ اصول کافی ص ۲۴۰، ج ۲)

ایک اور مقام پر تقیہ کی فضیلت یوں بیان کی گئی ہے:

"حضرت امام باقر علیہ السلام نے (فرمایا): تقیہ میرا دین ہے اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے۔ جس کے لیے تقیہ نہیں اس کے لیے دین نہیں۔" (کتاب الشافی ترجمہ اصول کافی ص ۲۴۳ جلد ۲ وکذا فی الخطوط العریضہ ص ۵۵ مطبوعہ مدینۃ المنورہ)

تقیہ کے متعلق ایک اور کتاب میں مذکور ہے:

"جب مکلف کو اپنے جان و مال میں ضرر کا خطرہ ہو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ترک کرنا

"امام صادق علیہ السلام کی سابقہ روایت میں آپ پر یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ باوجود ایسے حالات کے جن میں آپ تقیہ کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اور آپ حکومت واقتدار سے محروم تھے، آپ نے لوگوں پر حاکم اور قاضی مقرر فرماتے" (الحکومت الاسلامیہ للخمینی صد ۲۱۷، ۲۱۸)

تقیہ کے بارہ میں اپنے ائمہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"وہ ایسے حالات کا شکار تھے کہ صحیح حکم بیان نہیں کر پاتے تھے اور یہ کہ یہ تقیہ مذہب کی بقاء کے لیے تھا" (ترجمۃ الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی صد ۷۳ مطبوعہ لاہور)

شیعہ حضرات کے امام مہدی[1] یا امام غائب کے متعلق خمینی صاحب فرماتے ہیں:

"اب تک کے سارے رسول، جن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں، دنیا میں عدل وانصاف کے اصولوں کی تعلیم کے لیے آئے۔ وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ حتیٰ کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو انسانیت کی اصلاح اور مساوات قائم کرنے آئے

اس پر واجب ہے۔ "وَهٰذَا الْحُكْمُ مِنْ مُخَصَّصَاتِ الشِّيْعَةِ وَيُسَمّٰى بِالتَّقِيَّةِ" یعنی "یہ حکم شیعہ کے مخصصات میں سے ہے اور اس کا نام تقیہ ہے۔" (الاسلام سبیل السعادۃ والسلام ص ۱۰۹)

[1] امام مہدی، جن کی عمر اب تقریباً گیارہ سو سال ہو چکی ہے اور وہ تا ہنوز غائب ہیں، کی امامت پر شیعہ حضرات قرآن کریم کی آیت "وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ" سے دلیل پیش کرتے ہیں۔ امام مہدی کے متعلق مشہور شیعہ عالم ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں:

"و نعمانی روایت کردہ است از حضرت امام باقر علیہ السلام کہ چون قائم آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیرون آید خدا او را یاری کند بملائکہ و اول کسیکہ با او بیعت کند محمد باشد و بعد از آں علیؑ"

یعنی "نعمانی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب قائم آل محمد یعنی امام مہدی باہر نکلیں گے اور خدا تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد فرمائے گا تو سب سے پہلے جو آپ کی بیعت کریں گے وہ محمد رسول اللہ صلعم ہوں گے اور آپ کے بعد حضرت علیؓ ان کی بیعت کریں گے" (حق الیقین للمجلسی ص ۳۴۷ مطبوعہ ایران)

تھے اپنی زندگی میں نہ کر سکے۔ وہ واحد ہستی جو یہ کارنامے انجام دے سکتی ہے اور دنیا سے بددیانتی کا خاتمہ کر سکتی ہے، امام مہدی کی ہستی ہے اور وہ مہدی مدعو ضرور ظاہر ہوں گے۔" (نشری تقریر از ریڈیو تہران ۳۰ جون ۱۹۸۰ء و تہران ٹائمز مجریہ ۲۹، ۳۰ جون ۱۹۸۰ء)

اسی طرح خمینی صاحب حضرت علیؓ کے دورِ خلافت کے خلاصہ کے ساتھ ان کا تقیہ پر عمل کرنا اس طرح بیان فرماتے ہیں:

"اور نبی کے بعد تیس سال تک امیر المومنین کی امامت رہی۔ ان میں سے چوبیس سال چھ ماہ تک امامت کے احکام کی انجام دہی ان کے لیے ممنوع رہی۔ اس زمانے میں وہ تقیہ اور رعایت پر عمل کرتے رہے۔ باقی ماندہ پانچ سال اور چھ ماہ کی مدت میں وہ عہد شکن اور بے دین منافقین سے جہاد کرنے کی آزمائش میں مبتلا رہے اور ان گمراہ لوگوں کے فتنوں کی مصیبت جھیلنی پڑی ——— حضرت علیؓ کے لیے اپنی خلافت سے قبل کا زمانہ نبوت کے مکی دور کی طرح تھا ——— رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت کے تیرہ سال کی مدت میں نبوت کے احکام کو پورا کرنے میں رکاوٹیں پیش آتی رہیں اور خوف و رکاوٹ میں بھاگے اور نکالے ہوتے رہے، نہ کافروں سے جہاد کر سکتے تھے اور نہ مومنوں کا دفاع کر سکتے تھے۔ پھر ہجرت فرمائی اور ہجرت کے بعد دس سال تک مشرکوں سے جہاد کرتے رہے اور منافقوں کی طرف سے آزمائش میں رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ جل اسمہٗ نے ان کو اپنے یہاں اٹھا لیا اور جنتِ نعیم میں جگہ دی۔" (الحکومۃ الاسلامیہ للخمینی ص ۱۳۱) (جاری ہے)

نعت گو شاعر راز کاشمیری اور خواجہ عطاء الرحمٰن اختر کے والد خواجہ عبد الغنی ۲۱ / فروری کو وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم ایک درویش صفت انسان تھے، عمر ۸۰ سال تھی۔ نمازِ جنازہ مولانا شہباز سلفی صاحب نے پڑھائی۔ نمازِ جنازہ میں معززینِ شہر کے علاوہ ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین!

(ادارہ)